مضامین ہیں جن کو سب بیان کرتے ہیں اور زبان و انداز بیان بھی کم و بیش یکساں ہے۔ اس بنا پر ان مثنویوں پر تبصرہ کرتے وقت مضامین کی تکرار ناگزیر ہے۔ تاہم سماجی، ادبی اور لسانی حیثیت سے ان مثنویوں کی اہمیت مسلم ہے۔ علاوہ ازیں یہ مثنویاں ہمارے ایک ایسے عہد کی یادگار ہیں جس کی شاعری اور ادبی و سماجی روایات اب افسانۂ پارینہ بن گئی ہیں۔ اس لئے یہ کتاب ادبی حیثیت کے علاوہ تاریخی حیثیت سے بھی بہت اہم اور وقیع ہے لیکن افسوس ہے کہ اتنی بلند پایہ اور محققانہ کتاب کتابت اور طباعت کی غلطیوں سے بھرپور ہے۔ یہاں تک کہ غلط نامہ کی نہایت طویل فہرست سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوتی۔ انجمن ترقی اردو کے لئے یہ امر باعث ننگ ہونا چاہئے۔

<u>کربل کتھا کا لسانی مطالعہ</u> از ڈاکٹر خلیق انجم و ڈاکٹر گوپی چند نارنگ۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۱۰۷ صفحات۔ کتابت و طباعت اعلیٰ۔ قیمت۔/۴ روپے۔ پتہ: مکتبۂ شاہراہ اردو بازار۔ دہلی ۔ ۶

کربل کتھا جس کو فضلی نے روضۃ الشہدا کے ملخص اردو ترجمہ کی حیثیت سے ۱۷۳۲ء میں لکھا تھا۔ اس بنا پر شمالی ہند میں اردو زبان کی اوّلین نثری تصنیفات میں اس کا شمار ہوتا ہے اور اس حیثیت سے جو حضرات اردو کا لسانیاتی مطالعہ کر رہے ہیں اور اس کی اصل کا صحیح کھوج لگانے کی سعی پیہم کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اس کا منصۂ ظہور پر آجانا گنج بادآورد سے کم نہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں جو درحقیقت دو مطبوعہ مقالوں کا مجموعہ ہے۔ کربل کتھا کا مطالعہ اسی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے ان پانچ کی تبدیلیوں کو بیان کیا گیا ہے جو کسی زبان میں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور جن کے معلوم کرنے سے ہی زبان کی اصل اور دوسری زبانوں کے اس پر اثرات کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور پھر ہر تبدیلی کے شواہد ایک مستقل عنوان کے ماتحت کثرت سے پیش کئے گئے ہیں اس بنا پر کوئی شبہ نہیں کہ دونوں فاضل مرتبین کی محنت و کوشش فنی اعتبار سے بڑی مستحسن اور لائق داد ہے اردو زبان کی اصل کا معاملہ اس قدر پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے کہ اس ایک تجزیہ سے تو اس کا فیصلہ ممکن نہیں ہے لیکن اس تحقیق کو آگے بڑھنے میں موثر امداد ضرور ملتی ہے۔ امید ہے ارباب ذوق اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔